ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیام حیاء

شمارہ نمبر
61

APR/MAY 2026 ذی القعدہ 1447ھ

Payam-e-haya

2026

درود شریف کی کثرت

محنت اور مستقل مزاجی

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (ماہر القادری)	4
اداریہ: آپ کی رائے، آپ کی کہانی پیامِ حیاء کے ساتھ	5
محنت اور مستقل مزاجی (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6
تلاوت قرآن کا اثر (بنت عبداللہ)	7
ناناجان (فاطمہ سعید الرحمن)	8
تعلیم کا بدلتا ہوا نظام اور ہمارے بچے (ابو محمد)	10
روشن داستان۔قسط:۳ (کوثر جبین)	11
درود شریف کی کثرت (مرحوم سید سلمان گیلانی)	13
مری ذات ذرہ بے نشان (ساجدہ بتول)	15
عالمی حالات اور ہماری ذمہ دار (عذرا خالد)	16
مقدمہ (انعم توصیف)	18
سیرت النبی ﷺ (زوجہ محمد اقبال)	20
المیہ (جنۃ الزیان)	21
بندر کیا جانے ادرک کا سواد (رقیہ عطاء اللہ)	22
گھریلو ٹوٹکے (ام حسن)	23
شہید ابوالبراء (ضیاء چترالی)	24
خواتین کے مسائل	26
بیوٹی ٹپس (رابعہ نوید)	28
بااخلاق کون ہے؟ (زینب نعیم)	29
مشروبات (عائشہ صدیقہ)	30

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلی: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ناجیہ شعیب احمد۔عذرا خالد

کلام الٰہی

پھر اس کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑا اور کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ میں نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔

(سورہ النمل:40)

کلام نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو دعا میں اصرار کرے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دیدے، کیونکہ خدا کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔"

(مسلم: کتاب: الذکر والدعائ، 2063/4، الرقم: 2678)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سکھلائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اس پر، ہوا مجروح جو بازار طائف میں
سلام اس پر، وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر، جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر، جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر، جو فرش خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر جو دنیا کے لئے رحمت ہی رحمت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی

سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہ دی
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر، شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اس پر کہ جس کا نام لیکر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا، سرفروشی کے فسانے میں
سلام اس ذات پر، جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے
درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اس پر کہ جس کے تذکرے ہیں پاک بازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر، جسے شمع شبستان ازل کہئے
درود اس ذات پر، فخر بنی آدم جسے کہئے

ماہر القادری

اداریہ

آپ کی رائے، آپ کی کہانی پیامِ حیاء کے ساتھ

پیاری قاریاتِ کرام!

ذی قعدہ کے مقدس مہینے میں ہم نہ صرف اپنے روزمرہ کے معمولات میں خوشیوں اور ترقی کے نئے مواقع تلاش کرتے ہیں بلکہ روحانی تیاری، خود احتسابی، اور قربانی کے اہم پہلوؤں کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں۔ یہ مہینہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہر دن اللہ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے اندر صبر، شکر اور حوصلے کی روشنی بڑھانے کا موقع ہے۔

اسی ساتھ، ذی قعدہ حج کی مقدس تیاریوں کی یاد بھی تازہ کرتا ہے۔ حج کا سفر نہ صرف جسمانی محنت کا تقاضا کرتا ہے بلکہ یہ روحانی طور پر ایک مکمل تربیتی عمل ہے جو ہمیں اللہ کے قرب اور عبادت کی گہرائیوں سے روشناس کراتا ہے۔

ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اس سال اللہ تعالیٰ نے کس کس کو حج کی سعادت دی ہے؟ اگر آپ نے حج کا سفر کیا، یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو براہ کرم اپنے تجربات، مشاہدات اور حسیات ہمارے ساتھ شیئر کریں۔ آپ کے ان قیمتی تجربات سے نہ صرف ہمیں بلکہ ہماری دیگر قاری بہنوں کو بھی اس مقدس سفر کی روشنی، سبق آموز لمحات اور روحانی سکون کا علم حاصل ہوگا۔

پیامِ حیاء ای میگزین کو خواتین کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید اور پر اثر بنانے کے لیے، آپ کی رائے اور تبصرے ہمارے لیے بے حد قیمتی ہیں۔ پڑھنے کے بعد ہمیں اپنی تجاویز، خیالات، اور حج کے تجربات سے ضرور آگاہ کریں تاکہ ہم میگزین کے مواد کو آپ کی دلچسپی، ضروریات اور روحانی ترقی کے مطابق بہتر بنا سکیں۔ آپ کا ہر تبصرہ، ہر تحریر، اور ہر تجربہ ہمارے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے جو میگزین کو اور بھی مربوط، متاثر کن اور بااثر بناتا ہے۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیامِ حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوالِ زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔

+92 313 2127970

محنت اور مستقل مزاجی

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

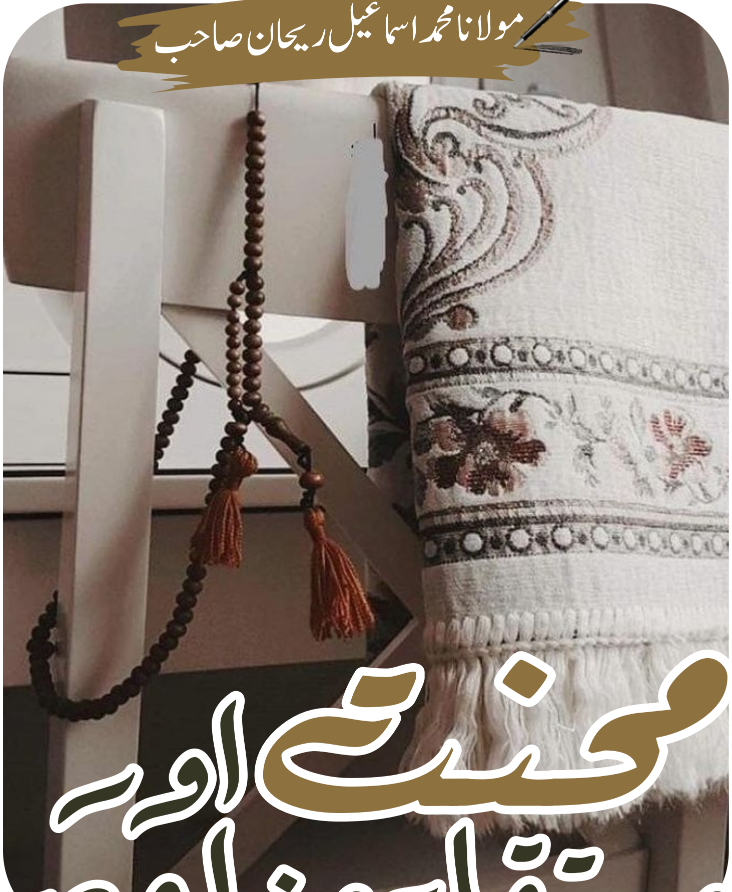

دنیا میں کچھ لوگ کاہل اور سست ہوتے ہیں انہیں نکما اور بے رہنا ہی پسند ہوتا ہے۔ نہ کچھ کرنے کے نہ دھرنے کے۔ ایسے لوگ بہر حال ناکام ہی رہتے ہیں۔ دنیا انہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتی۔ وہ اچھی اولاد ثابت ہوتے ہیں نہ اچھے ماں باپ بن پاتے ہیں۔ کاہلی درحقیقت ناکامی کا دوسرا نام ہے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو محنت کرتے ہیں، خوب محنت کرتے ہیں دل وجان سے کرتے ہیں۔ دن دیکھتے ہیں نہ رات۔ بس کام کام اور کام۔ مگر پھر یکدم ہمت ہار جاتے ہیں۔ کوئی رکاوٹ آجائے تو مایوس ہو جاتے ہیں، کوئی حوصلہ شکنی کر دے تو تلملا اٹھتے ہیں، کوئی مذاق اڑا دے تو اپنے کیے کرائے کو پھونک ڈالتے ہیں۔ کہتے ہیں، توبہ جو پھر یہ کام کیا۔ وہ اس کام کو چھوڑ کر کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ چند ہفتے، چند مہینے یا چند سال کرتے ہیں اور پھر کسی آزمائش یا پریشانی کا سامنا ہونے پر اس بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی تیسرا کام پکڑنے کی سوچتے ہیں۔ ایسے لوگ محنتی ہونے کے باوجود، کاہل اور سست لوگوں کی طرح ناکام رہتے ہیں۔ ان کا کوئی ہدف پورا نہیں ہوتا۔ ہر کام بیچ میں رہ جاتا ہے۔ ہر سفر ادھورا رہ جاتا ہے۔ وہ کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہماری عمر کے بیس، تیس یا چالیس پچاس سال کس طرح گزرے ہیں۔ زندگی کا کوئی مقصد ہے یا نہیں۔ ہم سست پڑے رہتے ہیں یا میدانِ سعی وعمل میں کوشاں ہیں۔ ہماری کوشش مستقل مزاجی کے ساتھ ہے یا ہم ذرا سی آزمائش پر گھبرا کر اپنی منزل تبدیل کر لیتے ہیں۔ اگر ہم اپنے اہداف میں ناکام رہے ہیں تو اس کی وجہ یا ہماری سستی ہو گی یا ہماری غیر مستقل مزاجی۔ رسول اللہ ﷺ نے کیا خوب فرمایا: ان احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ ہے جو پابندی سے

ہو، مستقل مزاجی سے ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔ (مشکوۃ)

جو قارئیات تعلیم حاصل کر رہی ہیں یا جو لکھنے کی شوقین ہیں، وہ اس نصیحت کو بطورِ خاص ذہن میں رکھیں۔ علم حاصل کرنا لکھنا پڑھنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ بہت بڑا عمل ہے۔ جتنا بڑا عمل ہو اس کے لیے ایسی ہی مستقل مزاج اور پابندی ضروری ہے۔ خوب پڑھیں، خوب لکھیں۔ وقتی ناکامی سے نہ گھبرائیں۔ کسی کی حوصلہ شکنی سے دل چھوٹا نہ کریں۔

گھریلو خواتین کی ذمہ داری اس لحاظ سے بھی بے حد اہم ہے کہ پورے گھرانے کی تربیت میں اصل کردار انہی کا ہوتا ہے۔ اہل خانہ کی اصلاح میں ترقی انہی کے دم سے ہو سکتی ہے۔ وہ شوہر اور بچوں کو نمازوں اور تلاوت کا پابند بنا سکتی ہیں۔ گھر سے فواحش و منکرات کا ماحول ختم کر سکتی ہیں۔ خوش اسلوبی، حکمت اور مستقل مزاجی سے کام لے کر یہ سب ممکن ہے۔ ہاں ہر گھر کا ماحول الگ ہوتا ہے۔ بعض جگہ شوہر کو بیوی کی خاطر داری بہت زیادہ مطلوب ہوتی ہے۔ وہاں تھوڑی سی محنت اور ہمت سے کام بن جاتا ہے۔ ایک صاحب ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے۔ شادی ہوئی تو بیگم جو دین دار گھرانے کی تھیں، موقع پا کر بولیں: ''ویسے بھی خوبصورت ہیں مگر ڈاڑھی ہوتی تو چار چاند لگ جاتے۔'' شوہر صاحب جو سوٹڈ بوٹڈ آدمی تھے، ایسے بدلے کہ پہچان مشکل ہو گئی۔

ایک جگہ شوہر صاحب خونخوار تھے۔ انہیں کچھ کہنا مشکل تھا۔ بیگم چوبیس گھنٹے، بارہ مہینے منہ پر تالا لگا کر رکھتی تھیں۔ پانچ سال گزر گئے۔ شوہر صاحب کو سونے سے پہلے فلمی رسالے پڑھنے کی عادت تھی۔ بیگم نے اس میز کے کنارے ایک آدھ دینی کتاب اور رسالہ رکھنا شروع کر دیا۔ دس سال بعد ایک دن شوہر صاحب نے بے خیالی میں دینی رسالہ اٹھا لیا۔ پھر آہستہ آہستہ ان کا دینی رسالے پڑھنے کا معمول بن گیا۔ ایک دن الارم لگا کر سوئے اور صبح بیدار ہو کر بغیر کہے نماز کو چلے گئے۔ اس کے بعد پنج وقتہ نمازی اور باریش بن گئے۔ دس سال کی محنت سے یہ ہوا۔ یہ سب مستقل مزاجی کا کمال تھا۔

تلاوت قرآن کا اثر

بنت عبد اللہ

ایک بزرگ کہتے ہیں: "جب بھی میں نے قرآن کی تلاوت میں اضافہ کیا، میرے وقت میں برکت بڑھ گئی، اور میں اس وقت تک اس اضافہ کرتا رہا جب تک کہ میری تلاوت دس اجزاء تک نہ پہنچ گئی۔" اور ایک عالم ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی نے (غالباً اپنے بیٹے) ضیاء مقدسی کو سفر علم سے قبل وصیت کرتے ہوئے کہا: "قرآن کی تلاوت زیادہ کریں اور اسے نہ چھوڑیں، کیونکہ آپ جو طلب کرتے ہیں وہ آپ کے لیے اسی قدر آسان ہو گا جس قدر آپ قرآن پڑھتے رہیں گے۔" ضیاء کہتے ہیں: "میں نے بارہا اس کا مشاہدہ کیا اور آزمایا کہ جب میں قرآن کثرت سے پڑھتا تو حدیث سننے اور لکھنے میں میرے لیے بہت آسانی ہو جاتی، اور جب میں نے نہیں پڑھتا تو مجھے یاد نہیں رہتا۔۔۔! (ذیل طبقات الحنابلۃ لابن رجب 3/205)

یکم جنوری 1940ء کو سوات میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پچھلے سال نانا جان مجھے اپنی زندگی کی آپ بیتی سنا رہے تھے کہ سوات میں بچپن گزارنے کے بعد ابتدائی عرصہ قرآنی تعلیم کے لیے ریل گاڑی کے ذریعے انڈیا جایا کرتے تھے۔ پھر زمانے کی گردش نے انہیں ذریعۂ معاش کی تلاش پر مجبور کیا۔اس سلسلے میں ان کے سسر نے انہیں اوکاڑہ کی ایک فیکٹری میں کام پر لگوادیا۔وہاں سے کراچی منتقل ہو کر محنت مزدوری کی، شادی ہوئی، اور پھر سبزیوں اور ڈیری کی دکان کھولی۔اس کے بعد قسمت نے سعودی عرب کا رخ کروایا، جہاں انہوں نے چودہ سال محنت و مشقت سے کام کیا۔اپنی گاڑی خرید کر فارم کا کام بھی کرتے رہے۔مکہ اور مدینہ منورہ کی بابرکت سرزمین کے باسی بنے اور حج و عمرہ کے کئی یادگار اور مبارک لمحات گزارے۔

فاطمہ سعید الرحمٰن

پہلی قسط

نانا جان

ایک بابرکت زندگی کی جھلک

آخری عمر میں جب یادداشت بھی کمزور ہو گئی تھی، تب بھی مدینہ میں گزارا ہوا وقت یاد کرتے رہتے تھے۔اللہ نے انہیں تین بیٹیاں اور چار بیٹے عطا فرمائے۔امی اور بڑے ماموں سے، بڑے ہونے کی وجہ سے، بے حد محبت کرتے تھے۔ خاندان کے ہر ہر فرد کے دل جیت لیے تھے۔نانی جان کے بھائیوں کو بھی اپنا بھائی کہتے تھے۔ لیکن آہ! دنیا داری کی بے رخی۔۔۔۔

اپنی زمین خرید کر ایک خوبصورت دو منزلہ گھر بنایا۔بچوں کو تعلیم دلوائی اور ان کی دینی تربیت بھی کی۔ہم دبئی میں تھے تو امی سے کہتے: "بیٹی! بچوں کو لے کر اپنے ملک پاکستان چلی جاؤ، وہاں سکون ہے، اپنا گھر ہے۔" چنانچہ ہم 2000 میں پاکستان منتقل ہو گئے۔ تقریباً دو سال بعد نانا جان بھی پردیسی زندگی کو الوداع کہہ کر پاکستان آ گئے۔

2006 میں دو بیٹوں کی ایک ساتھ شاندار شادی ہوئی جو ایک یادگار بن گئی۔اللہ نے نواسوں، نواسیوں، پوتوں اور پوتیوں سے نوازا۔نانا جان کی حلال روزی کی برکت سے اللہ نے بیٹوں کو کامیابی عطا فرمائی اور بڑے ماموں کو عرب و یورپ سمیت دنیا کی سیر کروائی۔

اپنی والدہ یعنی ہماری پرنانی کو گاؤں سے لا کر ان کی خدمت کی، ان کی دعائیں لیں اور اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لیے

وقف کر دی۔ وقتاً فوقتاً وقت لگانے رائیونڈ بھی جاتے رہے۔

ایک واقعہ بیان کرتے تھے کہ ہماری تشکیل پہاڑی علاقوں میں ہوئی۔ اس سفر میں بھائی جان اور امی کے ماموں مرحوم بھی ساتھ تھے۔ نانا جان بتایا کرتے تھے کہ میں نے مقامی لوگوں سے کہا: 'میں تو اس پر چڑھ نہیں سکتا۔' ایک بہادر نوجوان نے چادر بچھا کر مجھ سے کہا: 'بیٹھ جائیں۔' پھر اس نے چادر سمیٹ کر مجھے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور چڑھتا چلا گیا۔ منزل پر پہنچنے کے بعد نانا جان نے مسکرا کر کہا: 'بیٹا، آپ کا تو پتہ نہیں، لیکن میں بہت تھک گیا ہوں۔

ہنسی مذاق، خوش اخلاقی میں نانا جان بے مثال تھے۔ بڑوں کے ساتھ انکے مزاج اور بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کے ساتھ پیش آتے۔

قرآن کے اس قدر عاشق تھے کہ تین دن میں قرآنِ مجید ختم کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ بیٹے نے کہا: 'دا جی! آپ کے لیے اسکرین لگا دیتا ہوں، آپ خبریں دیکھا کریں۔' نانا جان کہنے لگے: 'نہیں بیٹا! مجھے قرآن پڑھنے سے سکون ملتا ہے، مجھے وہی کرنے دو۔' تکبیرِ اولیٰ سے نماز کے پابند تھے، اذان سے پہلے وضو کر کے تیاری کرتے اور پہلی صف میں شامل ہوتے۔ محلے کے ہر بوڑھے، جوان اور بچے سے محبت رکھنے والے تھے۔ سب کے "دا جی" ہمارے نانا جان تھے۔

> بڑے ماموں کہتے ہیں:
> دا جی کی ایک بات ہمیشہ دل میں رہے گی: "الحمد للہ، میں نے کبھی حرام نہیں کمایا اور نہ ہی اپنے بچوں کو حرام کھلایا۔"
> یہی ان کا فخر تھا... اور یہی ہمارے لیے سب سے بڑی نصیحت ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

اللہ نے بیٹوں کو دنیا بھر کا مسافر بنایا۔ کراچی، اسلام آباد، سوات، دبئی، سعودیہ، قطر اور کینیڈا میں بسایا۔ جب نانا نانی کا کینیڈا کا ویزا منظور ہوا تو انہوں نے وہاں کا سفر اختیار کیا۔ کئی سال اسی طرح آتے جاتے گزر گئے۔ وہاں ہوتے تو پاکستان میں رہنے والے بچوں کی یاد ستاتی، اور پاکستان میں ہوتے تو بیرونِ ملک رہنے والے بچوں کو یاد کرتے رہتے تھے۔

ماشاءاللہ! اللہ نے انہیں بڑی بیماریوں سے محفوظ رکھا تھا۔ بس ٹانگوں میں تکلیف رہتی تو پوتے، نواسے اور نواسیاں ان کے پیر دباتے، مالش کرتے اور سرہانے بیٹھے رہتے۔ اگر کبھی ڈانٹتے بھی تو وہ ہماری اصلاح کے لیے ہوتی۔ میٹھی چائے اور ٹھنڈا جوس بڑے شوق سے پیتے تھے۔ ہم اپنے گھر سے آواز دیتے کہ آپ کے لیے جوس بنایا ہے تو خوش ہو جاتے اور فوراً کہتے: 'جلدی سے دے دو۔' آخری عمر میں ان چیزوں پر پابندی کے باوجود بھی چھپ کر پینے کی ضد کرتے تھے۔

جاری ہے۔۔

تعلیم کا بدلتا ہوا نظام اور ہمارے بچے؟

ابو محمد

آج کا دور تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا کا دور ہے۔ جہاں زندگی کے ہر شعبے میں جدت اور ترقی دیکھنے کو ملتی ہے، وہیں تعلیم کا نظام بھی بڑی تیزی سے تبدیلیوں سے گزر رہا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل ذرائع، آن لائن کلاسز، اور بدلتے ہوئے نصاب نے تعلیم کے انداز کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ یہ تبدیلیاں ایک طرف ہمارے بچوں کے لیے نئے مواقع لے کر آئی ہیں، تو دوسری طرف کئی نئے چیلنجز بھی پیدا کر رہی ہیں۔

ماضی میں تعلیم کا مقصد صرف کتابی علم حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کردار سازی، اخلاقیات، اور معاشرتی ذمہ داری بھی تعلیم کا اہم حصہ ہوتی تھی۔ استاد کا مقام ایک مربی اور رہنما کا ہوتا تھا اور طالب علم استاد کی عزت کو اپنی کامیابی کی بنیاد سمجھتا تھا۔ لیکن آج کے جدید تعلیمی نظام میں یہ پہلو نسبتاً کمزور ہوتے جا رہے ہیں، جو ہمارے بچوں کے مستقبل کے لیے ایک اہم سوالیہ نشان بن چکا ہے۔

آج کی تعلیم میں ٹیکنالوجی نے مرکزی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ موبائل فون، کمپیوٹر، اور انٹرنیٹ نے معلومات تک رسائی کو انتہائی آسان بنا دیا ہے۔ بچے چند لمحوں میں دنیا بھر کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں، جو یقیناً ایک مثبت تبدیلی ہے۔ تاہم اس سہولت کے ساتھ ایک بڑا مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا ہے کہ بچوں کا رجحان کتاب سے دور اور اسکرین کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔

اس تبدیلی نے بچوں کی توجہ، مطالعے کی عادت، اور تخلیقی صلاحیتوں پر اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔

اسی طرح جدید تعلیمی نظام میں مقابلے کا رجحان بھی بہت بڑھ گیا ہے۔ ہر بچہ نمبر لینے کی دوڑ میں شامل ہے، جس کی وجہ سے تعلیم کا اصل مقصد یعنی علم حاصل کرنا اور شخصیت کی تعمیر پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ والدین بھی اکثر بچوں پر زیادہ نمبرز لینے کا دباؤ ڈالتے ہیں، جس کے نتیجے میں بچے ذہنی دباؤ اور احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

تعلیم کے بدلتے ہوئے نظام کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ بچوں کی اخلاقی تربیت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ نصاب میں جدید مضامین تو شامل ہو رہے ہیں۔ مگر اخلاقیات، کردار سازی اور دینی تعلیم پر پہلے جیسی توجہ نہیں دی جا رہی۔ حالانکہ ایک مضبوط معاشرے کی بنیاد صرف اعلیٰ ڈگریوں پر نہیں بلکہ بقیہ صفحہ ۷ اپر

محبت صبر اور خاموش نیکیوں کی ایک روشن داستان

تیسری قسط

(کوثر جبین)

بشریٰ باجی
(اہلیہ مرحومہ مدیر اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)
کی وفات پر انکی چھوٹی بہن کی تحریر

مرحومہ آپی کی بہو مریم کے بقیہ تاثرات:

خالہ ہمیں بہت اچھی اچھی باتیں بتایا کرتی تھیں۔ بہت کام کی نصیحتیں کرتی تھیں۔ کہا کرتی تھیں: میرا یہ خیال ہے کہ جب اللہ نے انسان کو رزق دیا ہے تو وہ اس کو استعمال میں لائے۔ اگر پیسے ہیں تو ان سے اپنی الماریوں کو لایعنی چیزوں سے بھرنے کے بجائے ان چیزوں کو خریدیں جن سے آپ کو بھی فائدہ ہو اور دوسروں کو بھی۔ صحت بخش چیزوں کا استعمال کیا کریں۔ بادام آخروٹ، تازہ پھل، دیسی دودھ، گھی، شکر، مکھن، سرسوں کا تیل اور سبزیاں ان سب چیزوں کے استعمال میں خرچ کریں۔

ایک بات انہیں بہت پسند تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں عطا کی ہیں چاہے رشتے ہیں، عزت ہے، دولت ہے ان سب کا شکر ادا کیا جائے۔ کہتی تھیں: نعمتوں کو خرچ کیا کریں یہ ختم نہیں ہوتیں بلکہ ان میں برکت ہوتی ہے اور یہ پلٹ کے زیادہ ہو کے آپ کے پاس آتی ہیں۔

ہم میں سے اگر کوئی کسی کی بات کا برا مان لیتا، کسی کی برائی شروع ہو جاتی یا بچوں میں چھوٹی موٹی لڑائی ہو جاتی، تو خالہ کبھی کسی ایک کا ساتھ نہیں دیتیں۔ وہ سب کو ایک ایک کر کے نرمی سے سمجھاتیں کہ: ''زندگی اس طرح نہیں گزرتی۔ دوسروں کو معاف کر کے، دل کو بڑا کر کے گزاری جاتی ہے۔ کیا خبر کب کون کہاں چلا جائے۔ کسی کی برائی نہ کیا کرو، سب کے اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔ ان کا یہ نرمی سے سمجھانے کا انداز، ان کی خوش اخلاقی اور ان کی مسکراہٹ ہمیشہ دلوں میں زندہ رہے گی۔

میں خود کو بہت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان جیسی ساس امی دیں۔ میری دعا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں ہمیشہ کے لئے خوش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے شایانِ شان اجر عظیم سے نوازیں اور ہم سب کو جو یہ باتیں پڑھ رہیں ہیں ان جیسی ہمت حوصلہ اور مستقل مزاجی دیں تاکہ ہم سب ان کے نقشِ قدم پر چل کے ان کے لیے صدقہ جاریہ بن سکیں۔ آمین یارب العالمین۔

میں (کوثر جبین) مرحومہ آپی کا ایک واقعہ ضرور بیان کرنا چاہوں گی جس سے معلوم ہوگا کہ وہ کس طرح چپکے چپکے سب کی مدد کیا کرتی تھیں۔ آخری بار جب وہ

ہمارے گھر آئیں تو میرے شوہر بیمار تھے اور کافی دنوں سے کام پر نہیں جا پا رہے تھے۔

ہم سب باہر بیٹھے باتیں کرتے رہے، میں نے باجی کو اپنے کمرے میں جاتے نہیں دیکھا۔ اگلے دن صفائی کرتے ہوئے بستر پر بیڈ شیٹ کے نیچے سے کچھ پیسے ملے۔ سب سے پوچھا مگر وہ کسی کے نہیں تھے۔ میں حیران تھی، دل میں آیا شاید اللہ کی غیبی مدد ہے۔ کچھ دن بعد فون پر بات ہوئی تو آپی کہنے لگیں: ''میں نے تمہاری بیڈ شیٹ کے نیچے کچھ رکھا تھا... ملا؟'' تب سمجھ آیا۔ یہ ان کی خاموش محبت تھی۔

آسیہ (بہن) کے تاثرات:

کبھی میری طبیعت خراب ہوتی تو آپی اپنی میٹھی اور پُر سکون آواز میں مجھے چھ کلمے پڑھاتی تھیں۔ اور واقعی دل کو قرار آ جاتا تھا۔ کہیں جانے لگتی اور میں برقع پہننے لگتی تو وہ فوراً اپنے سر سے شال اتار کر کہتیں: ''یہ لو، یہ کر لو'' اس ایک ادا میں ان کی کتنی محبت سمٹی ہوتی تھی، بیان سے باہر ہے۔ روزانہ شام کو دودھ لینے ہمارے گھر آتی تھیں۔ جس دن ذرا دیر ہو جاتی، اماں بار بار کہتیں:

''فون کرو، بشریٰ کیوں نہیں آئی؟'' اور جب وہ آتیں تو میں اماں ابا کی آنکھوں میں خوشی کی ایک الگ ہی چمک دیکھتی تھی۔ ان سے ہر ملاقات میں قرآن کا ذکر ہوتا۔ آخری بار بات ہوئی تو کہہ رہی تھیں: ''جس دن قرآن نہ پڑھوں، لگتا ہے کوئی چیز کھو گئی ہے۔''

گزشتہ رمضان المبارک میں میں نے ایک خواب دیکھا۔ نانی اماں (اللہ ان کی مغفرت فرمائے) اور آپی ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، بہت ہنس رہی تھیں۔ ہنستے ہنستے آپی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ یہ خواب آج بھی میرے دل کے بہت قریب ہے۔ شاید یہ اطمینان کی ایک جھلک تھی۔

ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں ایک گھر دیکھا۔ اینٹوں سے نہیں، دعاؤں سے بنا ہوا۔ پھولوں کا گھر، جہاں دیواریں بھی مہکتی تھیں۔ ہر پھول ان کے صبر کی گواہی دے رہا تھا، ہر خوشبو ان کی مسکراہٹ کی یاد تھی۔ وہ گھر ان کے اعمال کا عکس تھا، ان کے خاموش آنسوؤں کا بدلہ، ان کی برداشت کا انعام۔ خواب میں ان کی آواز نہیں سنی، مگر محسوس کیا۔ وہ سکون میں ہیں۔ میری آنکھ کھلی تو دل بھیگا ہوا تھا، مگر مطمئن تھا۔ کیونکہ نرم دل لوگ کبھی ضائع نہیں جاتے۔ جو صبر کرتے ہیں، وہ خالی ہاتھ نہیں جاتے۔ جو خوش اخلاق ہوتے ہیں، ان کے لیے آسمان میں بھی جگہ بنتی ہے۔

اے گردشِ ایام، ہمیں رنج بہت ہے — کچھ خواب تھے ایسے کہ بکھرنے کے نہیں تھے

اللہ تعالیٰ میری آپی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے، ان کی قبروں کو نور اور سکون سے بھر دے، اور ہمیں بھی ان جیسا صبر، نرمی اور صاف دل عطا کرے۔ ختم شد

درود شریف کی کثرت

(درود شریف کے فیوض و برکات پر مرحوم شاعر ختم نبوۃ سید سلمان گیلانی کی ایک نادر تحریر)

سن 2001 کی بات ہے، میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ حج پہ گیا۔اُسی سفر میں جب ہمارا قیام مدینہ طیبہ میں تھا، تو بعد نماز عصر میں حرم نبوی سے "رباط مکی" والد صاحب کو حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ سے ملوانے لے جایا کرتا تھا، اور یوں ہم باپ بیٹا ان کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوا کرتے تھے۔

میں کبھی کبھی خود کو مقامِ ناز پہ تصور کر کے حضرت سے لاڈیاں بھی کر لیتا تھا۔ کبھی کبھی کوئی لطیفہ سنا دیتا اور پھر حضرت کے ہلکے ہلکے تبسم سے لطف اندوز ہوتا۔ آپ کے لبوں پر گلہائے تبسم کی بہار دیکھ کر میرے دل میں انبساط کے شگوفے کھل اُٹھتے اور پہروں ان کی مہک میرے مشام جاں میں سمائی رہتی اور روح و قلب کو معطر رکھتی۔ پھر جب مغرب سے عشاء تک مواجہ اطہر پہ حاضری کا لطف آتا اور صلاۃ و سلام عرض کرتے ہوئے لذت و سرور کی کیفیت ہوتی، اس کو الفاظ کا روپ دینے سے میری فکر رسا عاجز ہے۔

حرمین شریفین کے میرے جتنے اسفار ہوئے ہیں، ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد پینتیس چھتیس ہے۔ پہلا سفر 1992 میں ہوا، اس کی کہانی بھی عجیب ہے، بلکہ ہر سفر کی کہانی الگ اور منفرد ہے۔ میں نے حالیہ کہی گئی ایک نعت مبارک میں اظہار بھی کیا ہے:

مدینے پہنچا، کئی باریوں بھی
گیلانی کہ میری جیب میں

درہم، ریال ہی نہیں۔ تو ایک مرتبہ کسی وجہ سے کوئی سال اس سفر کے لیے میرے اللہ کی حکمت میں میرے لیے موزوں نہیں تھا، سو حاضری سے محروم رہا۔ بڑی بے چینی و بے قراری کا سال تھا، میں اپنے گناہوں پر نظر ڈالتا تو سوچتا شاید اس گناہ کی پاداش میں یہ سعادت نہیں ملی، شاید اس گناہ کی نحوست کے سبب یہ محرومی ہوئی، لیکن پھر سوچتا میں پہلے کون سا جنید و بایزید تھا، آخر پہلے بھی تو محض ان کے کرم سے یہ عزتیں، یہ سعادتیں ملتی رہی ہیں۔ اس میں تیری کسی نیکی یا گناہ کا کیا دخل ہے۔

سو حضرت خواجہ صاحب سے عرض گزار ہوا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتا دیں جس کی برکت سے سال میں کم از کم ایک حاضری تو ہوا کرے۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا:

"شاہ جی! بس درود پاک کی کثرت کریں"

میں نے اسی نشست میں ذرا بے تکلف ہو کر پے در پے کئی سوال کر ڈالے:

اچھا یہ بھی بتا دیں کہ جب کسی کام میں رکاوٹ آجائے تب کیا پڑھا کروں؟ فرمایا: درود شریف کی کثرت کیا کریں۔ میں نے کہا: بچوں کی اصلاح اور ہدایت کی دعا کس وظیفہ کے بعد مانگوں؟ فرمایا: درود شریف کثرت سے پڑھا کریں۔

میں نے کہا: دعاؤں کی قبولیت کے لیے کچھ ارشاد فرمائیں؟ فرمایا: درود شریف ہی بہترین وظیفہ ہے۔ اللہ اللہ۔ اچھا جی جب کوئی دکھ، پریشانی یا بیماری آجائے، پھر کس اسم کا ورد کیا کروں؟ فرمایا: درود شریف کا ورد کیا کریں۔ میں نے رزقِ حلال کی کشادگی کے لیے وظیفہ پوچھا۔ ارشاد ہوا: درود شریف کی کثرت کریں۔ آخر میں نے پوچھ ہی لیا: کون سا درود شریف پڑھا کروں؟ فرمایا: درود ابراہیمی یا کوئی بھی درود جس میں دل لگے اور حضورِ قلبی حاصل ہو۔

آپ نقشبندی سلسلہ کا خانقاہی درود کم از کم ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کریں، کثرت سے درود پڑھنے والوں میں آپ کا شمار ہوگا۔ میں نے حضرت کے ارشاد پر عمل کیا، آج تک کوئی سال ایسا نہیں آیا جو حاضری کے بغیر گزرا ہو۔ رزق حلال کے دروازے کھل گئے، کرائے کے مکان سے نکل کر اپنی ایک سادات سرائے اللہ تعالی نے عطا فرمادی۔ بچوں کی شادیاں اچھے گھرانوں میں ہوگئیں۔ تمام کام بحُسن وخوبی سرانجام پارہے ہیں۔ الحمد للہ۔ میں نے پھر اسی رات درود شریف کے فضائل پر یہ نعت مبارکہ کہی:

دل بے سکوں ہو جب تُو نبی پر درود پڑھ
تسکیں کا ہے سبب تُو نبی پر درود پڑھ۔۔۔۔
لیتے ہیں بوسہ نام محمد کا خود ہی دیکھ
آپس میں مل کے لب، تو نبی پر درود پڑھ
جنت کرے گی تیری طلب، میری بات مان
جنت نہ کر طلب، تو نبی پر درود پڑھ۔۔۔
روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے
اے دوست روز وشب تو نبی پر درود پڑھ
کرلی خدا کی حمد قیام وسجود میں
دوزانو بیٹھ اب تو نبی پر درود پڑھ۔۔۔
کچھ کر کے روزمرہ کے اوقات کار میں
لمحات منتخب، تو نبی پر درود پڑھ۔۔۔

اللہ نے کلامِ مبین میں انہیں دیے۔۔۔۔۔۔۔
کیا کیا حسین لقب، تو نبی پر درود پڑھ
فرمایا خود نبی نے کہ قبروں میں انبیاء
زندہ ہیں سب کے سب تو نبی پر درود پڑھ
سنتے بھی ہیں، سلام وہ دیتے بھی ہیں جواب پر شرط ہے
ادب، تو نبی پر درود پڑھ۔۔۔۔
ہم جیسی انکی زیست نہ ہم جیسی انکی موت
ان کے الگ ہیں ڈھب، تُو نبی پر درود پڑھ
اے دوست چاہتا ہے تو سلمان کی خوشی خوش رکھے تجھ
کو رب، تو نبی پر درود پڑھ
ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آخر میں خانقاہی درود لکھ رہا ہوں، توفیق ملے تو روزانہ ایک ہزار مرتبہ ضرور پڑھ لیا کیجیے، یا جتنا آسانی سے پڑھ سکیں، اور پھر اس کے فیوض وبرکات دیکھیں: اللھم صلی علی سیّدِنا محمدٍ وعلیٰ آلِ سیّدِنا محمدٍ اَفضَلَ صَلَوٰاتِکَ بِعَدَدِ مَعلُومَاتِکَ وَبارِک وَسلِّم۔

میری ذات ذرہ بے نشاں

قسط 11

ساجدہ بتول

''ہوہاہوہا''

"ھاوہوہاؤہو''

غرض گٹر میں ہر رنگ ہر سائز اور ہر کوالٹی کے قہقہے ناچنے لگے (آپ بھی اِن قہقہوں کو اچھی طرح یاد کر لیجیے۔ ہم دوبارہ یاد نہیں کروائیں گے)

"حوصلہ۔۔۔۔حوصلہ" آخر مردود نے ہنسی روکی اور شیطان کو تسلّی دی "کیسے حوصلہ کرُوں ہاہا کھاں ہاہا کھاں ہاہا کھیں کھیں" کہتے کہتے شیطان ہنسنے اور کھانسنے ایک ساتھ لگا۔اُس کی ہنسی اور کھانسی نے مکس ہو کر ایک نئی ورائٹی متعارف کروادی تھی "ہو ہو کھیں کھاوں کھاوں کھیں ہاہا کھیں ہاہا کھیں ہاہا" کھانستے کھانستے کھانستے وہ ہانپنے لگا مگر ہنسنے سے باز نہ آرہا تھا" کھاؤں کھاؤں آہ آہ ہو بالآخر وہ تھک کر بیٹھ گیا۔

"اب پھوٹ دووہ واقعہ''

مرُدود جھلّایا جس پر بڈھے کی گاڑی دوبارہ سٹارٹ ہو گئی اور زن سے بھاگ ہی پڑی۔ وہ اسے اپنی بھدّی آواز اور نحِیف انداز میں وہ سارا واقعہ سُنا تا چلا گیا۔

کس طرح اس شخص کو بیٹی کا وجود گالی لگتا تھا۔ کیسے وہ اُسے لے کر گھر سے باہر نکلا۔ کس طرح ایک ویرانے میں پہنچا۔ کس طریقے سے مٹی کھودی اور کیسے وہ معصوم بچی اپنے ہاتھوں سے ہَوا دیتے ہوئے اپنے باپ کا پسینہ خشک کرنے کی کوشش کرتی رہی۔۔ پھر کیسے اس نے اُسے گڑھے میں ڈال کر اُس پر مٹی گرانا شروع کر دی اور آخر اسے دفن کر دیا۔''

بُڈھے کی بات پوری ہوئی تو وہ دوبارہ کھانسنے لگا، جبکہ مردود کے ہاتھ ایک جاندار پوائنٹ آ گیا تھا۔اُس نے اس بوڑھے شیطان کو دو چار گالیاں دیں اور پھر ہاتھ سے لعنت مار کر وہاں سے نکل ایا۔

اب مرُدود کو کسی جوان شادی شُدہ مرد کی تلاش تھی۔۔ اُس کی قسمت اچھی تھی یا اُس درندے کی بری! کہ اُڑتے اُڑتے وہ سیدھا اُسی سے جا ٹکرایا۔اس شخص کی آنکھوں میں عجیب سفّاکیت تھی جسے ویلکم سگنل جان کر مرُدود فوراً اس کے دماغ میں گھس گیا۔

"اونہہ بیٹی آ گئی میرا سَر جھکانے کو! کتنا شوق تھا ناں مجھے بیٹے کا، مگر ہونہہ یہ بدبخت عورت اور اُس کی بد بختی" وہ درندہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

مرُدود کا جی چاہا، خوشی سے ناچنے لگے۔اُس کی دلی مراد آج تو پہلے قدم پہ بر آئی تھی۔اور اسے پورا اسی کام کا چانس مل گیا تھا جس کی کہانی اُس کو بُوڑھے شیطان نے سُنائی تھی۔ وہ سوچنے لگا، بس اب اس شخص کا واسطہ کسی عورت سے نہ پڑے۔ جاری ہے

عالمی حالات اور ہماری ذمہ داری

عذرا خالد

آج کے عالمی حالات ہمیں یہ احساس دلاتے ہیں کہ انسانیت بے چینی، کشیدگی اور عدم تحفظ کے دور سے گزر رہی ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں تنازعات شدت اختیار کر رہے ہیں، بالخصوص ایران اور امریکہ جیسے بڑے فریقین کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی عالمی امن کے لیے تشویش کا باعث بن چکی ہے۔

ایسے نازک حالات میں ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی پناہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اور تمہارا رب فرماتا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا" (سورۃ غافر)

یہ آیت ہمیں یقین دلاتی ہے کہ جب دنیا کے راستے تنگ ہو جائیں، تب بھی اللہ کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔

ہمیں یہ یقین ہونا چاہیے کہ حالات چاہے کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور حالات کو بدل سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دعا مومن کا ہتھیار ہے" (ترمذی) یعنی مومن کی اصل طاقت اس کی دعا ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جب عالمی فیصلے پوری انسانیت کو متاثر کر رہے ہوں۔

دنیا کے موجودہ حالات میں جہاں اسرائیل کی جانب سے اہلِ غزہ پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے اور عالمی طاقتوں کا رویہ جانبداری پر مبنی نظر آتا ہے، وہیں ہمیں قرآنِ کریم کی رہنمائی کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔

سورۃ المائدہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم ضرور پاؤ گے کہ ایمان والوں سے سب سے زیادہ دشمنی رکھنے والے یہودی اور مشرک ہیں..."

اسی سورت میں ایک اور مقام پر فرمایا: "یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں... کہو! پھر اللہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے سزا کیوں دیتا ہے؟ نہیں، بلکہ تم بھی انہی انسانوں میں سے ہو جنہیں اس نے پیدا کیا ہے..." (المائدہ)

یہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ برتری کا معیار نسل یا دعویٰ نہیں، بلکہ تقویٰ اور عمل ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ محض جذباتی نعروں تک محدود نہ رہے، بلکہ اپنے کردار، اتحاد اور حکمتِ عملی کے ذریعے دنیا کو یہ باور کرائے کہ وہ ایک مضبوط اور بیدار امت ہے۔

پاکستان نے ہمیشہ مظلوموں کے حق میں آواز بلند کی ہے اور اسرائیلی جارحیت کی بھرپور مذمت کی ہے۔

اس وقت جب ہمارا ملک بھی سلامتی کے مختلف چیلنجز سے نبرد آزما ہے اور ہماری افواج دفاعِ وطن میں مصروف ہیں، ہمیں اضطراب کے بجائے صبر، استقامت اور دعا کو اپنا ہتھیار بنانا ہوگا۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے وطن پاکستان کے لیے دعا کریں کہ اللہ اسے امن، استحکام اور ترقی عطا فرمائے۔ ہماری افواج کی حفاظت فرمائے اور انہیں ہر محاذ پر کامیابی عطا کرے۔ پوری امتِ مسلمہ کو اتحاد، اتفاق اور امن نصیب فرمائے۔ دنیا کو ظلم، جنگ اور ناانصافی سے نجات عطا فرمائے۔ ہم سب مل کر اپنے رب کے حضور جھک جائیں، دلوں کو نرم کریں اور سچے دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو جنگ و کشیدگی سے محفوظ رکھے اور انسانیت کو امن کا تحفہ عطا فرمائے۔ کیونکہ اصل طاقت نہ سیاست میں ہے، نہ اسلحے میں۔

اصل طاقت اللہ کے حکم اور دعا کی قبولیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے عالمِ اسلام کی حفاظت فرمائے، مظلوموں کی مدد فرمائے، اور بیت المقدس کو صہیونی تسلط سے جلد آزادی عطا فرمائے۔ امین

بقیہ صفحہ ۱۰

اچھے اخلاق اور مضبوط کردار پر قائم ہوتی ہے۔

اس صورتحال میں والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی صرف تعلیمی کارکردگی پر نظر نہ رکھیں بلکہ ان کی اخلاقی تربیت، عادات اور صحبت پر بھی خصوصی توجہ دیں۔ اسی طرح اساتذہ کو بھی چاہیے کہ وہ جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی شخصیت سازی پر بھی توجہ دیں تاکہ وہ ایک ذمہ دار شہری بن سکیں۔ مزید یہ کہ حکومت اور تعلیمی اداروں کو بھی چاہیے کہ وہ ایسا نصاب ترتیب دیں جس میں جدید علوم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور دینی اقدار کو بھی شامل کیا جائے۔ اسکولوں میں ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے جو بچوں میں ذمہ داری، برداشت، تعاون اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کریں۔ اس طرح تعلیم صرف روزگار حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں رہے گی بلکہ ایک بہتر معاشرہ تشکیل دینے کا وسیلہ بھی بنے گی۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ تعلیم کے بدلتے ہوئے نظام کو مکمل طور پر غلط نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ ہر دور کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ تاہم ضروری بات یہ ہے کہ ہم اس تبدیلی کو مثبت سمت میں استعمال کریں اور اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دیں جو انہیں علم کے ساتھ ساتھ اخلاق، شعور اور ذمہ داری بھی سکھائے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً ہمارے بچے نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے روشن مستقبل کی بنیاد ثابت ہوں گے

مقدمہ

انعم توصیف، کراچی

بہاولپور کے ایک علاقے میں ایک گھر کے اندر ایک چھوٹی سی بچی کا ایک لڑکے سے نکاح ہو رہا ہے۔ لوگ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔

"اتنی سی بچی کا نکاح کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی الہی بخش کو؟"

قریب ہی کھڑے ایک مرد نے بتایا۔

"اس بچی کی ماں فوت ہو گئی ہے۔ اس کے باپ نے نکاح کر لیا ہے۔"

پھر آواز ابھری۔ "تو اس کے نکاح کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

پھر وہی مرد بولا۔ "ارے باپ علم کے حصول کے لیے دوسرے شہر میں رہتا ہے۔ اب اس کی بیٹی کو اپنی سوتیلی ماں کے گھر میں رہنا ہو گا۔"

"تو؟ اس سے نکاح کا کیا تعلق؟"

"اس کی سوتیلی ماں کا بھائی بھی ہے۔ احتیاطاً اس سے نکاح کیا جا رہا ہے تاکہ بچی محفوظ رہے۔"

لوگوں کی چہ میگوئیاں اب بھی جاری تھیں۔

بچی صحن میں بیٹھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ پاس ہی چارپائی پر اس کا باپ اور سوتیلی ماں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

"میرا بھائی اگر رخصتی کا کہہ رہا ہے تو کر دیں رخصتی، ہے تو اس کی بیوی ہی۔" الہی بخش جواب مولوی الہی بخش بن چکے تھے۔ ان کی بیوی اپنے بھائی کے اصرار پر اس کی حمایت کرنے لگیں۔

"نکاح میں نے اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔ لیکن رخصتی۔۔۔ ۔۔وہ میں اتنی جلدی نہیں کر سکتا۔"

"کیوں نہیں کر سکتے بھلا؟ دوسرے شہر چلا گیا ہے میرا بھائی، اپنی بیوی کو اپنے ساتھ ہی رکھے گا نا"

"بچی سمجھ دار ہو، شادی کے رشتے کو سمجھ سکے تب ہی رخصتی کی جا سکتی ہے۔ ایسے کیسے رخصت کر دوں؟"

"ایسی کیا افتاد آن پڑی ہے۔ جو عبدالرزاق رخصتی کے لیے اس قدر زور دے رہا ہے؟" مولوی الہی بخش صاحب کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے۔

پیاری سی بیٹی کمرے کے کونے میں حیران پریشان بیٹھی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ابا کیوں اس قدر پریشان ہیں۔ وہ کافی دیر سے ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے خود سے باتیں کر رہے تھے۔

"تحقیق کرنی ہوگی آخر اس جلدی کے پیچھے ماجرا کیا ہے؟"

پھر اچانک اس کے ابا کچھ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"اناللہ۔۔اس لیے وہ بدبخت رخصتی پر زور دے رہا تھا۔اپنا مذہب ہی گنوا بیٹھا۔"مولوی الٰہی بخش کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ایسا نہیں ہو سکتا۔"بیوی نے اپنے بھائی کی طرف داری کرنے کی کوشش کی۔"مجھے غلط فہمی نہیں ہوئی۔مکمل تحقیق کی ہے۔وہ مرتد۔۔۔قادیانی۔۔۔"رنج والم کے سبب الفاظ منہ سے درست ادا نہیں ہو رہے تھے۔دروازے کے پٹ کے پیچھے کھڑی بچی نے یہ سارا منظر دیکھا۔باپ کے آنسو دیکھ کر اس کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔

وقت تیزی سے گزرا عبدالرزاق اپنی کوشش کرتا رہا۔بچی رخصتی کے قابل ہوئی۔تو باپ کے توسط سے علمی شعور رکھنے کی بنا پر ایک قادیانی سے نکاح کو برداشت نہ کر سکی۔24 جولائی 1926 عیسوی کو باپ نے عدالت میں اس کی جانب سے نکاح ختم کرنے کے لیے کیس دائر کروادیا۔جس میں واضح کیا گیا کہ ایک مسلمان کا نکاح ایک کافر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

"کیا قادیانی کافر ہیں؟ کیا ان سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا؟" "لیکن وہ تو خود کو مسلمان کہتے ہیں؟"

ہر طرف ایسے سوالوں کی گونج سنائی دینے لگی۔یہ مقدمہ ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کے پاس گیا تاکہ شرعی طور پر تحقیق کی جا سکے کہ آیا قادیانی کافر ہیں بھی یا مولوی الٰہی بخش نے یہ غلط مقدمہ دائر کردیا ہے؟

علماء کرام تو بارہا یہ کہہ چکے کہ قادیانی کافر ہیں۔مگر اب معاملہ عدالت کا ہے۔اگر عدالت نے نکاح ختم کروادیا تو عدالتی طور پر بھی اب ہندوستان میں قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا جائے گا۔کیا ہو گا اب؟اب یہ مقدمہ دو فریقوں کے بجائے حق و باطل کی جنگ میں تبدیل ہو گیا۔

"لاکھوں روپوں کی لالچ" "کئی مربع زمین کی لالچ"

مگر مولوی الٰہی بخش اور ان کی بیٹی عائشہ کی وہی ایک بات۔۔۔۔۔"کافر کے ساتھ رخصتی ممکنن نہیں."

اب پکڑ دھکڑ شروع ہوئی۔مولوی صاحب کے گھر پر چھاپہ مارا جاتا۔وہ اپنی بیٹی کو لے کر گھر سے باہر نکل جاتے۔"بابا آپ چچا کے گھر کیوں نہیں جا رہے؟وہاں چھپ جائیں گے۔وہ ہمارے بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے۔" جاری ہے

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر: ۱۱

زوجہ محمد اقبال

بادشاہ نے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور محمود ہاتھی کو آگے بڑھایا، نفیل بن حبیب خثعمی (جس کو انھوں نے قیدی بنایا ہوا تھا) وہ تھا تو قیدی لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ کعبۃ اللہ کو گرانے جا رہے ہیں تو موقع حاصل کر کے آیا اور آکر ہاتھی کے کان سے لٹک گیا اور اس کے کان میں آکر کہا کہ "اے محمود! بیٹھ جا اور واپس سیدھا چلا جا، کیونکہ تو اللہ کے حرام کردہ (مقدس) شہر میں ہے۔" اس کا یہ کہنا تھا کہ ہاتھی بیٹھ گیا، جب ابرہہ نے کعبہ ڈھانے کے لیے حملہ کیا، تو محمود ہاتھی نے مکہ کی سمت بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ابرہہ نے سائس کو حکم دیا ہاتھی کو چلاؤ۔ سائس ہاتھی کو مارتا مگر ہاتھی نے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا اور جب سائس ہاتھی کا منہ یمن کی طرف کرتا تو ہاتھی چلنے لگتا۔ اس نے کہا ایک لمبا چکر دے کر ہاتھی کو پھر کعبہ کی طرف موڑو، کعبہ طرف منہ ہوتا تو ہاتھی پھر بیٹھ جاتا۔ اس نے کہا: یہ عجیب بات ہے، ہاتھی چلتا کیوں نہیں۔ آپ خود دیکھ لیں جب یمن کی طرف چلاتا ہوں، تو ہاتھی چلتا ہے اور جب کعبہ کی طرف چلاتا ہوں تو نہیں چلتا، ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ کعبۃ اللہ کی جانب سے آسمان پر ایک سیاہی پھیل گئی اور چھوٹے چھوٹے پرندوں کے اتنے بڑے غول آئے کہ پورا آسمان ڈھک گیا ہر پرندے کے پاس تین پتھر کی کنکریاں تھیں۔ دو انکے پنجوں میں اور ایک ان کے منہ میں دبی تھی، پھر اللہ نے ان کو حکم دیا کہ بس تم ان کو گراؤ یہ ایٹم کے زرے بن کر گرے سورۃ الفیل میں اللہ پاک نے یہ قصہ بیان کیا ہے کہ ہاتھی والے ایسے ہو گئے جیسے چرا ہوا گھاس بھوسہ، ایسی گھاس جو جانور چبا چبا کر تھوک دے اور پیروں سے روندھ ڈالے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جس کو وہ کنکر لگے ان کے گوشت گلنے لگ گئے، اور کنکری سر پر لگتی اور ان کے پورے بدن کو چیرتی ہوئی نیچے ہاتھی کے جسم سے پار ہو کر نکل جاتی تھی ابرہہ کی فوج کا ایک بھی آدمی زندہ نہیں بچا۔ سب ہاتھیوں سمیت ہلاک و برباد ہو گئے، ابرہہ بھی مر گیا، یہ وہ سال ہے جس میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ پیدا ہوئے کیونکہ عرب کے پاس کیلینڈر نہیں ہوتا تھا اس لئے وہ بڑے بڑے حوادث کو یاد رکھتے تھے کہ کونسا واقعہ کب ہوا، اب ہمارے نبی ﷺ کی پیدائش کا مرحلہ آیا اس سے پہلے کے جو حالات بیان کئے گئے وہ پیدائش سے پہلے کے تھے۔

جاری ہے

المیہ

جنۃ الزیان شیخوپورہ

عورت خواہ بیٹی ہو، بہو ہو، ماں ہو یا بہن ہو یا کوئی انجان ہو اس کی عزت کرنا ہر مرد پر لازم ہے۔ مردوں پر عورتوں کے جو حقوق عائد کیے گئے ان میں عورت کی عزت کرنا سرفہرست ہے۔ کچھ لوگوں میں یہ رزیل عادت پائی جاتی ہے کہ اپنی ماں، بہو، بیٹی، بیوی اور بہن کی عزت کے تو محافظ بنے پھرتے ہیں لیکن جو نہی کسی دوسرے کی بہن بیٹی پر نگاہ پڑتی ہے تو درندے بن جاتے ہیں۔

"دندناتے، نوچتے پھرتے ہیں ہر سمت بھیڑیے
"زہرا" کی چادر دو، بنت حوا نے جینا ہے
اہل زباں سب ہیں یہاں پر سامع کوئی نہیں
ان اہل نوراں میں "صائم" ہر شخص نابینا ہے"

آج کے حرص و ہوس اور گھٹن زدہ دور میں عورت کی عزت بلکل بھی محفوظ نہیں ہے۔ جو ہماری مائیں، بہنیں ہیں وہ تو ہمارے لئے قابل عزت ہیں اور جو باہر ہمیں چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں انہیں ہم اپنا دل بہلانے کا سامان سمجھتے ہیں۔ جو ہمارے نزدیک ایسی رنگین و بے جان مورتیاں، جو محض ہماری تفریح کے لئے ہیں۔ جن کے ذریعے ہم اپنی آنکھوں کو سیر کر سکتے ہیں۔ وہی عورت جو ہمارے معاشرے کی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے آج اسی کو شوپیس سمجھا جاتا ہے۔ شیطان صفت انسانوں کا جب دل چاہتا ہے اس سے اس کی ہستی کا فخر و غرور چھین کر مسل دیتے ہے۔ عورت کی عزت و وقار کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔

بد قسمتی سے ہمارے ہاں پردے کے حوالے سے جب بھی کوئی بات زیر بحث آتی ہے اس میں کبھی بھی مردوں کو یہ نہیں باور کرایا جاتا کہ ان کے لئے کیا حکم ہے۔ مردوں کو یہ بتانا یاد ہی نہیں کہ پردے کا پہلا حکم انہی کے لئے ہے وہ یہ کہ "اپنی نگاہیں جھکا کر رکھے، اگر اتفاقیہ کسی پر نظر پڑ جائے تو فوراً پھیر لے۔

بد نگاہی کے فساد بہت زیادہ ہیں، یہ نہ صرف معاشرے کے بگاڑ کا باعث ہے بلکہ گناہِ کبیرہ بھی ہے۔ خواتین کو ہوس بھری نظر سے دیکھنے کا اگر ظاہری اعتبار سے بھی کوئی اثر ہوتا تو واللہ وہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ ان کی نگاہوں کی تپش بنتِ حوا کے وجود کے چیتھڑے اڑا دیتی۔ آج کے دور میں بچیوں کو تو ان کی حفاظت کے لئے پردے کا کہا جارہا ہے لیکن بیٹوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کو جوانی کا تقاضا کہہ کر در گزر کر دیا جاتا ہے۔ ہمارا یہی غلط نظریہ حیوان صفت مردوں کی افزائش کا باعث بنتا ہے۔ عورتوں کو تو کہہ دیں گے کہ چہرہ ڈھانپ لو لیکن مرد کو کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ میاں تم بھی ذرا نگاہوں کو جھکا لو اپنے کردار میں پاکیزی لے آؤ۔

یہ بات مسلم ہے کہ پردہ کرنا، منہ ڈھانپنا شرعی حکم ہے اور تحفظ کی علامت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مردوں پر بھی نگاہ جھکا کر رکھنے کا امر لازم ہے۔ شریعت کی رو سے تو مرد عورتوں پر نگران ہے اور اس نگرانی میں دیگر حقوق کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنے گھر کی خواتین کی بلکہ دیگر عورتوں کی عزت کی حفاظت کرنا ان کو قابلِ احترام سمجھنا بھی مرد پر عائد ہوتا ہے لیکن آج یہ نگران کیا کر رہا ہے؟

صرف اپنے گھر کی خواتین کو ہی قابلِ عزت سمجھ کر دیگر دوسری عورتوں کو اژدھے کی مانند نگلنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارا وہ ملک جس کی بنیاد کلمہ "لَاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پر رکھی گئی تھی اس میں بناتِ حوّا کی عصمتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے۔ کسی کی بہن، بیٹی پر ہوس بھری نگاہ ڈالتے وقت ابنِ آدم کو یہ تک نہیں یاد رہتا کہ گھر میں اس کی بھی بہنیں موجود ہیں اور یہی نہیں بلکہ پچھلے ماہ اس کے ہاں ایک معصوم بچی نے بھی جنم لیا ہے۔ مکافاتِ عمل سے بے خوف بس نفسانی خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

بچیوں کا تعلیم کے حصول تک کے لئے گھر سے باہر نکلنا محال بنا دیا گیا ہے۔ عزت گنوا بیٹھنے کے خوف نے ان کو گمنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ افسوس صد افسوس آج کے اس دور میں چھوٹی، معصوم بچیاں تک محفوظ نہیں ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر دوسرے دن معصوم جان کی عصمت کے تار تار ہونے کی خبر سننے کو ملتی ہے! اس دنیا سے انسانیت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی اور ہوس کی غلامی کرتے کرتے انسانیت کہیں گم ہو گئی ہے۔

موجودہ حالات شاعر کے ان الفاظ کی بھرپور عکاسی کر رہے ہیں۔

بندر کیا جانے ادرک کا سواد

رقیہ عطاء اللہ

چچی چکوری کا منہ بارہ مہینے، چوبیس گھنٹے یوں سوجا رہتا جیسے ابھی شہد کی مکھی نے کاٹا ہو۔ غریب چچا چاند اپنی شادی کی سالگرہ کے دن "بے غم" ہونے کی حسرت میں اپنی عمر بھر کی جمع پونجی نکال کر بازار پہنچے۔ عطر فروش نے جب پانچ ہزار کی عودِ خالص کی ننھی سی شیشی دکھائی، تو چچا نے کلیجہ تھام کر رقم ادا کی کہ چچی اسے سونگھتے ہی گلاب کی طرح کھل اٹھیں گی۔
گھر پہنچ کر چچا نے بڑے فاتحانہ انداز میں عطر کی ایک بوند چچی کے دوپٹے پر ٹپکائی۔ چچی نے جوں ہی ناک قریب کی، ان کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں اور وہ غرا کر بولیں: "ہائے اللہ! یہ کیسی سڑاند اٹھا لائے ہو؟ ایسا لگ رہا ہے جیسے مٹی کے تیل میں پرانا موزہ بھگو دیا ہو!"

چچا کا سارا ارمان دھوئیں کی طرح اڑ گیا۔ انہوں نے صدمے سے اپنی خالی جیب دیکھی، پھر بیگم کا "بگڑا ہوا" نقشہ اور زیرِ لب بڑبڑائے: "قسم خدا کی! سچ کہا ہے کسی نے، بندر کیا جانے ادرک کا سواد!"

گھریلو ٹوٹکے

ام حسن

عام جسمانی کمزوری کے گھریلو ٹوٹکے

جسمانی کمزوری آج کل ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔

- دودھ میں شہد ملا کر پینا
- کیلا اور دودھ ساتھ استعمال کرنا
- کشمش رات کو بھگو کر صبح کھانا
- انڈا روزانہ ناشتے میں شامل کرنا
- مونگ پھلی کا استعمال

یہ گھریلو ٹوٹکے جسم کو توانائی فراہم کرتے ہیں اور طاقت بڑھاتے ہیں۔

خوبصورتی کے لیے گھریلو ٹوٹکے

چہرے کی صفائی اور نکھار کے ٹوٹکے

صاف اور چمکدار چہرہ ہر شخص کی خواہش ہوتا ہے۔

- بیسن اور دہی کا ماسک
- عرق گلاب سے چہرہ صاف کرنا
- شہد اور لیموں کا استعمال
- ملتانی مٹی کا فیس پیک
- کھیرے کا رس لگانا

یہ ٹوٹکے جلد کو تازگی اور نرمی دیتے ہیں۔

بالوں کی مضبوطی کے گھریلو ٹوٹکے

بالوں کے مسائل عام ہیں مگر گھریلو ٹوٹکوں سے حل ممکن ہے۔ یہ ٹوٹکے بالوں کو مضبوط اور گھنا بناتے ہیں۔

- ناریل کا تیل باقاعدگی سے لگانا
- سرسوں کے تیل میں لہسن گرم کرنا
- انڈے کا ماسک لگانا
- دہی اور لیموں کا استعمال
- آملہ کا تیل لگانا

باورچی خانے کے گھریلو ٹوٹکے

باورچی خانے میں گھریلو ٹوٹکے وقت اور محنت بچاتے ہیں۔ یہ ٹوٹکے روزمرہ کام آسان بناتے ہیں۔

- جلے ہوئے برتن نمک سے صاف کریں
- پیاز کی بو ختم کرنے کے لیے لیموں
- فریج کی بدبو کے لیے بیکنگ سوڈا
- چاول زیادہ نمکین ہوں تو آلو ڈالیں
- سبزی کا رنگ برقرار رکھنے کے لیے لیموں

صفائی اور گھریلو مسائل کے ٹوٹکے

گھر کی صفائی کے لیے مہنگے کیمیکل ضروری نہیں۔ گھریلو ٹوٹکے کافی ہیں۔

- سرکہ سے شیشے صاف کریں
- نمک اور لیموں سے داغ ختم کریں
- بیکنگ سوڈا بدبو دور کرتا ہے
- ٹوتھ پیسٹ سے نلکے چمکائیں
- اخبار سے شیشے صاف کریں

شہیدؒ ابوالبراء

ملین افراد کو کلمہ پڑھانے والا عظیم داعی

قسط:۱

✍ ضیاء چترالی

تاریخ میں ایسے کردار کم ہی ملتے ہیں جو خاموشی سے، بغیر کسی شور و غوغا کے، دلوں کو بدلنے کا کام کرتے ہیں اور پھر اسی خاموشی میں رخصت بھی ہو جاتے ہیں۔ ان شخصیات کا تعارف کسی عہدے، منصب یا شہرت سے نہیں بلکہ ان کے وسیع ترین اثرات سے ہوتا ہے۔ وہ خود پردے میں رہتی ہیں مگر ان کا کام دنیا کے نقشے پر گہرے نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ محمد جمال احمد خلیفہ المعروف ابوالبراء شہیدؒ بھی ایک ایسی ہی شخصیت تھے، جنہوں نے نہ کوئی سیاسی تحریک چلائی، نہ کوئی عسکری محاذ سنبھالا، مگر اس کے باوجود لاکھوں انسانوں کے دل بدل دیے۔ وہ تن تنہا اک انجمن تھے۔ ان کا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے تقریباً ایک ملین افراد کو اسلام کی روشنی سے روشناس کروایا، وہ بھی بندوق یا جبر کے ذریعے نہیں، بلکہ خدمت، اخلاق، دعوت اور اخلاص کے ذریعے۔

ابوالبراء کا تعلق سعودی عرب کے تاریخی اور قدیم شہر جدہ سے تھا۔ ایک خوشحال ترین گھرانے میں پیدا ہوئے، اعلیٰ تعلیم حاصل کی، کاروباری دنیا میں قدم رکھا، کامیابیاں سمیٹیں۔ مگر ان کے اندر ایک بے چین روح تھی جو صرف دنیاوی کامیابیوں پر مطمئن نہیں تھی۔ ان کے اندر دین کی خدمت اور انسانیت کی فلاح کا جذبہ بچپن ہی سے موجود تھا، جو جوانی میں ایک واضح مشن کی شکل اختیار کر گیا۔

ان کی زندگی کا ایک اہم پہلو ان کا خاندانی تعلق بھی تھا، کیونکہ انہوں نے اسامہ بن لادن کی بہن سے شادی کی تھی۔ مگر یہ رشتہ زیادہ دیر تک نظریاتی ہم آہنگی میں تبدیل نہ ہو سکا۔ 1980ء کی دہائی میں جب افغان جہاد کے بعد مختلف راستے سامنے آئے تو ابوالبراء نے ایک الگ راہ اختیار کی۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کی اصل طاقت تلوار نہیں بلکہ دعوت ہے اور اگر دل جیت لیے جائیں تو دنیا خود بدل سکتی ہے۔

اسی سوچ کے تحت انہوں نے اپنی زندگی کا رخ جنوب مشرقی ایشیا کی طرف موڑا، خاص طور پر فلپائن کی طرف، جہاں انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن شروع کیا۔

فلپائن کا جنوبی علاقہ منڈاناو اس وقت شدید غربت، تعلیمی پسماندگی اور مذہبی کشیدگی کا شکار تھا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی آبادی وہاں موجود تھی، مگر وہ معاشی اور سماجی طور پر کمزور تھی۔ دوسری طرف عیسائی

مشنری تنظیمیں سرگرم تھیں، جو غربت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کر رہی تھیں۔

ابوالبراء نے یہاں قدم رکھا تو انہوں نے سب سے پہلے حالات کا بغور جائزہ لیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یہاں محض تقریروں سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، بلکہ عملی خدمت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے "رابطہ عالم اسلامی" کے تحت "ہیئۃ الاغاثۃ الاسلامیہ العالمیہ" (IIRO) کے دفتر کی بنیاد رکھی۔

یہ ادارہ جلد ہی ایک ہمہ جہت فلاحی نیٹ ورک میں تبدیل ہو گیا۔ ابوالبراء کی قیادت میں درجنوں مساجد تعمیر ہوئیں، سینکڑوں مدارس اور اسکول قائم کیے گئے، یتیم خانوں کا جال بچھایا گیا اور طبّی مراکز بنائے گئے جہاں غریبوں کا مفت علاج ہوتا تھا۔

انہوں نے صرف مسلمانوں تک خود کو محدود نہیں رکھا بلکہ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے افراد کی بھی بھرپور مدد کی۔ یہی وہ حکمت عملی تھی جس نے ان کے کام کو غیر معمولی اثر دیا۔

جب ماؤنٹ پیناٹوبو آتش فشاں پھٹا اور ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے، تو ابوالبراء نے لاکھوں کی امداد فراہم کی۔ انہوں نے متاثرین کے لیے خوراک، پناہ گاہیں اور طبّی سہولیات فراہم کیں۔ اس خدمت نے لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر ڈالا، کیونکہ وہ غیر مسلم لوگ دیکھ رہے تھے کہ ایک مسلمان ان کی مدد کر رہا ہے، بغیر کسی امتیاز کے۔

یہی وہ مقام تھا جہاں دعوت کا دروازہ کھلا۔ لوگ خود سوال کرنے لگے: یہ کون سا دین ہے جو ہمیں بغیر کسی شرط کے سہارا دے رہا ہے؟ ابوالبراء نے اس موقع کو نہایت حکمت کے ساتھ استعمال کیا۔ انہوں نے زبردستی یا دباؤ کے بجائے نرمی، اخلاق اور مثال کے ذریعے اسلام کا تعارف کروایا۔ ان کے قریبی ساتھیوں کے مطابق، ان کی کوششوں سے یا ان کے قائم کردہ اداروں کے ذریعے تقریباً ایک ملین افراد نے اسلام قبول کیا۔ یہ لوگ مختلف پس منظر سے تعلق رکھتے تھے، کچھ عیسائی تھے، کچھ بدھ مت کے پیروکار، کچھ روایتی اور مقامی چھوٹے چھوٹے مذاہب سے وابستہ۔ مگر سب کو ایک چیز نے متاثر کیا: اسلام کی عملی تصویر۔ محبت کا پیغام۔ خدمت خلق اور ابوالبراء شہید کا اخلاص بھرا طرز عمل۔

ابوالبراء شہید خود کہا کرتے تھے: "اگر حق تعالیٰ کے ہاں مجھے صرف یہ اجر مل جائے کہ ایک ملین لوگ میرے ذریعے اسلام میں داخل ہوئے، تو میرے لیے یہی کافی ہے۔" اور حقیقت بھی یہی ہے۔ مسلمان کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی وجہ سے کسی ایک فرد کو ہدایت مل جائے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ رسول کریمؐ نے سیدنا علی المرتضیٰ رض سے فرمایا تھا کہ تمہارے ذریعے سے ایک شخص کو ہدایت ملے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ سرخ اونٹ عربوں کے یہاں بہت قیمتی مال شمار ہوتا ہے۔

جاری ہے

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

کیا قرآن مجید حفظ کرنا بے فائدہ کام ہے؟

(فتوی نمبر:10037)

سوال: پوچھنا یہ ہے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک ترجمے کے بغیر حفظ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت بذات خود ایک اہم فریضہ ہے، اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔ (سورہ حجر، آیت نمبر:9)

اس آیت مبارکہ میں واضح الفاظ میں قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے، لہذا اس کا تقاضا ہے کہ اُمت میں تاقیامت ایسے حفاظِ قرآن پیدا ہوتے رہیں، جو اس کے الفاظ کی حفاظت کرتے رہیں۔

ایک دوسرے موقع پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "(اے پیغمبر) تم اس قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو ہلایا نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اس کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہماری ذمہ داری ہے۔ پھر جب ہم اسے (جبرائیل کے واسطے سے) پڑھ رہے ہوں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو"۔ (سورہ قیامہ، آیت نمبر: 17، 18، 19) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو قرآن مجید کے الفاظ یاد کرانا بذات خود ایک اہم اور بامقصد کام تھا۔

اسی طرح بیشتر احادیث مبارکہ میں حفظ قرآن مجید کی اہمیت وارد ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہ ہو (یعنی یاد نہ ہو) وہ ویران گھر کی طرح ہے"۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر:2913)

اسی مفہوم کے قریب قریب الفاظ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا دستر خوان ہے، جتنا ہو سکے اس کو لے لو، میرے علم میں کوئی گھر اس سے زیادہ محتاج نہیں جس میں اللہ کی کتاب کا کچھ حصہ نہ ہو، بیشک وہ دل جس میں اللہ کی کتاب کا کچھ بھی حصہ نہ ہو، وہ ویران ہے اس گھر کی ویرانی کی طرح جس میں کوئی رہتا نہ ہو۔ (سنن دارمی، حدیث نمبر:3339)

ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی

اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صاحبِ قرآن (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا، پڑھتے جاؤ اور (جنت کے درجوں پر) چڑھتے جاؤ اور عمدگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا کہ تم دنیا میں عمدگی سے پڑھتے تھے، تمہاری منزل وہاں ہے، جہاں تم آخری آیت پڑھ کر تلاوت ختم کروگے"۔ (سنن أبي داود، حدیث نمبر: 1464)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں قرآن مجید حفظ کرنے کی اہمیت ایک مسلمان پر بالکل واضح ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے حفظ قرآن کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

۱) رسول اللہ ﷺ کا خود قرآن مجید حفظ کرنا اور ہر رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ مل کر دہرانا۔

۲) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حفظ کی ترغیب دینا اور اس بارے میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

۳) ایک موقع پر ستر حفاظ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مظلومانہ شہادت ہوئی، اس پر آپ ﷺ نے ایک ماہ تک ان کے قاتلوں کے لیے فجر کی نماز میں بددعا کی، یہ واقعہ احادیث اور سیرتِ طیبہ کی کتابوں میں "واقعہ بئر معونہ" کے نام سے موسوم ہے۔

۴) غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کا قبر میں پہلے ان صحابہ کرام کو دفنانا، جنہیں قرآن مجید کا زیادہ حصہ یاد تھا۔

۵) قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت ہی کی غرض سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد اُمّت کا تراویح میں ایک مرتبہ پورے قرآنِ پاک کو مکمل کرنے پر تعامل کا ہونا۔

۶) فقہاء کرام کا تراویح میں ایک مرتبہ قرآن پاک مکمل کرنے کو سنت مؤکدہ قرار دینا۔

مذکورہ تمام باتوں سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح قرآن مجید کا معنی اور مفہوم اہم ہے، ایسے ہی اس کے الفاظ کی حفاظت بھی ضروری ہے، اور اس کی ذمہ داری خود اللہ سبحانہ وتعالی نے لے رکھی ہے۔ یہ قرآن مجید ہی کا اعجاز ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ایک معصوم بچے کے دل میں اس کو محفوظ فرمادیتے ہیں، چنانچہ اگر آج پوری دنیا سے قرآن مجید کے نسخے غائب کردیے جائیں تو ایک دس سالہ معصوم بچہ دوبارہ اول تا آخر مکمل قرآن مجید لکھوا سکتا ہے، لہذا یہ بات بالکل غلط ہے کہ قرآن مجید بغیر ترجمہ کے حفظ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس طرح کی بات اور نظریے سے احتراز لازم ہے۔ ہاں! البتہ اگر حفظ کے ساتھ ساتھ کوئی اس کے ترجمہ، معانی اور تفسیر کو بھی سیکھے تو اس سے اعلیٰ درجہ اور ثواب کی بات اور کیا ہو سکتی ہے!

بیوٹی ٹپس

رابعہ نوید

خوبصورت ہونٹوں کے لئے بام کا استعمال کریں

چقندر، گلیسرین، وٹامن ای، ویزلین۔

پہلے چقندر کو پیس لیں اور اس کا رس نکال کر الگ کر لیں۔ تھوڑی سی ویزلین لے کر اس کو گرم کر لیں اور پگھلا کر چقندر کے رس میں ملا لیں۔

پھر اس میں تھوڑی سی گلیسرین اور وٹامن ای کا ایک کیپسول شامل کر دیں۔ ان سب کو اچھی طرح آپس میں مکس کر لیں اور فریز کر لیں۔

سونے سے پہلے اس پیسٹ کو اپنے ہونٹوں پر لگا لیں اور صبح اٹھ کر دھو لیں۔ آپ کو ایک رات میں ہی بہت زیادہ فرق محسوس ہو گا۔ بہتر نتائج کے لئے روز رات کو استعمال کریں۔

بلیک ہیڈز یا وائٹ ہیڈز سے چھٹکارا حاصل کریں

دودھ، جیلاٹن پاؤڈر۔ تھوڑا سا جیلاٹن پاؤڈر اور دودھ لے کر اس کا پیسٹ بنا لیں۔ پیسٹ کم سے کم اتنا گاڑھا ہونا چاہیے جیسے ویسلین ہو۔

اس پیسٹ کو اپنے جلد کے اس حصے پر لگائیں جہاں پر بلیک ہیڈز ہیں یا پھر وائٹ ہیڈز ہیں اور اچھی طرح اس پیسٹ کو ملیں۔ پھر اس کو 15 منٹ کے لئیے چھوڑ دیں۔ جب یہ خشک ہو جائے تو پھر اس کو اتار لیں۔ اپنے ساتھ ساتھ یہ آپ کے بلیک ہیڈز کو بھی صاف کر دے گا اور آپ کو صاف اور شفاف جلد ملے گی۔ زیادہ اچھے نتائج کے لئیے اس ترکیب کو روز استعمال کریں۔

لمبی اور گھنی پلکیں حاصل کریں

ایلوویرا، ناریل کا تیل۔

وٹامن ای اور دوسرے منرلز آپ کی پلکوں کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں اور ناریل کے تیل میں یہ منرلز موجود ہوتے ہیں۔ ایلوویرا اور ناریل کے تیل کو آپس میں مکس کر لیں اور ایک پیسٹ بنا لیں۔ سونے سے پہلے روز اس پیسٹ کو اپنی پلکوں پر لگا لیں۔ روز استعمال کرنے پر کچھ ہی دنوں میں اس کا اثر ضرور محسوس کریں گے۔

نرم اور ملائم ایڑھیاں حاصل کریں

ایک بڑا لیموں، اچھی ماسچورائزنگ کریم

لیموں کو دو ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور اپنی دونوں پوروں کی ایڑھیوں کو لیموں کے ایک ایک ٹکڑے کے اندر رکھ لیں۔ کچھ دیر بعد جب آپ کی ایڑھیاں لیموں کہ اندر سے سارا رس اپنے اندر جزب کر لیں۔ تو آپ پھر اپنی ایڑھیوں کے اوپر ماسچورائزنگ کریم لگا لیں۔ یہ عمل روز سونے سے پہلے دہرائیں اور کچھ ہی دنوں میں آپ کی پھٹی ہوئی ایڑیاں ٹھیک ہو جائیں گی۔

ای میگزین پیامِ حیاء
کی قارئیات کے لیے خصوصی پیشکش

اب آپ بھی اپنے شرعی مسائل مستند انداز میں معلوم کر سکتی ہیں۔ اپنے سوالات ہمارے معزز مفتی صاحب سے پوچھیں اور اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق گزارنے میں رہنمائی حاصل کریں۔

سوال بھیجنے کا طریقہ:

اپنا سوال، نام، شہر اور "پیامِ حیاء ای میگزین" لکھ کر واٹس ایپ پر ارسال کریں۔

آج ہی رابطہ کریں اور درست دینی رہنمائی حاصل کریں۔

+92 313 2127970

بااخلاق کون ہے؟

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الکنز المدفون والفلک المشحون'' میں لکھا ہے کہ ''حسن خلق کی دس نشانیاں ہیں، جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

(۱) وہ جھگڑا کم سے کم کرے گا۔ (۲) وہ انصاف سے کام لے گا۔

(۳) وہ لوگوں کی لغزشات کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ (۴) وہ برائی میں بھی اچھائی کا پہلو طلب کرے گا۔

(۵) وہ معذرت کا طالب ہو گا۔ (۶) وہ لوگوں کی اذیت کو برداشت کرے گا۔

(۷) وہ اپنے نفس پر ملامت کرے گا۔

(۸) وہ دوسروں سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے عیوب ڈھونڈنے میں لگے گا۔

(۹) وہ ہر چھوٹے بڑے سے خندہ پیشانی سے پیش آئے گا۔

(۱۰) وہ ہر ایک سے نرمی سے بات کرے گا خواہ اس سے کم تر ہو یا برتر۔"

اللہ رب العزت ہم سب کو حسن اخلاق سے مالا مال فرمائے، آمین۔

زینب نعیم

موسم گرما کے مشروبات

عائشہ صدیقہ

لسی

لسی جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ مقبول مشروبات میں سے ایک ہے لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ بہت سے پاکستانی لوگ اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر بھاری ناشتے کے بعد پیا جاتا ہے، چاہے وہ حلوہ پوری ہو یا نان چنے، لسی کو ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ان مشروبات میں سے ایک ہے جو کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے۔ لسی دہی، پانی، مصالحے اور بعض اوقات پھلوں کو ملا کر بنائی جاتی ہے۔

فالسے کا جوس

پاکستان کے شہریوں پر جب گرمی پڑتی ہے تو فالسہ کا جوس ایک ایسا مشروب ہوتا ہے جو وہ بڑے شوق سے پیتے ہیں۔ نہ صرف میٹھے اور کھٹے ذائقوں کا امتزاج ہے بلکہ یہ صحت بخش بھی ہے۔ فالسہ ایک گہرے جامنی رنگ کی بیری ہے جو پاکستان میں اگتی ہے۔ یہ مشروب پھلوں کو پانی میں ملا کر بنایا جاتا ہے۔

اس کے بعد کسی بھی بیج سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اسے دبایا جاتا ہے اور نتیجہ میں جامنی رنگ کا رس ہوتا ہے۔ یہ خاص طور پر شدید گرمی کے دوران ٹھنڈا کرنے والا مشروب ہے لیکن یہ اینٹی آکسیڈنٹس سے بھی بھرپور ہے۔

یہ مشروب بلڈ پریشر اور کولیسٹرول کی سطح کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فالسہ میں وٹامن سی زیادہ اور سوڈیم کم ہوتا ہے۔ اس کے دواؤں کے استعمال کے ساتھ، اسے اکثر دمہ اور سینے کے انفیکشن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس فائدہ کو دیکھتے ہوئے، یہ نظام تنفس کے لیے اچھا کام کر سکتا ہے۔

مینگو ملک شیک

پاکستان میں گرمیوں کے پسندیدہ مشروبات میں سے ایک مینگو ملک شیک بھی ہے۔ آم چونکہ گرمیوں کا پھل ہے اس لیے یہ آج کل ہر جگہ دستیاب ہے اور آپ آسانی سے گھر پر مینگو ملک شیک بنا کر گرم موسم میں پی سکتے ہیں۔ یہ توانائی فراہم کرتا ہے اور جسم کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ ذائقے میں بھی لذیذ ہے اور بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کو پسند ہوتا ہے

صندل کا شربت

صندل کا خوش ذائقہ شربت موسم گرما میں دماغ کو تروتازہ رکھتا ہے اور اس کو تقویت بخشتا ہے۔ صندل خوشبودار سدابہار درخت ہے، جس کی لکڑی بھی بے شمار فوائد کی حامل ہے۔ شربتِ صندل موسم گرما کا پسندیدہ مشروب ہے جو کہ نہ صرف ذائقے دار ہوتا ہے بلکہ خوشبو میں بھی لاجواب ہے۔ اسی طرح یہ بلڈ پریشر کنٹرول رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔